بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن آپؐ کی باتوں اور سنت پر عمل نہیں کرتے

ان کی یہ حالت ہم احمدیوں کو اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی کوشش کریں، جو اسلام کی تعلیم ہے اور جس کا اُسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2 / مارچ 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام میں اعلیٰ اخلاق اپنانے، اچھے اخلاق ہر موقع پر ظاہر کرنے، گھروں میں بھی اور معاشرے میں بھی اور ہر سطح پر اعلیٰ اخلاق دکھانے، اپنوں اور غیروں سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی جتنی تعلیم دی گئی ہے کسی اور مذہب میں اس طرح تفصیل سے ان کا بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان ہی ہیں جو اس لحاظ سے عموماً نچلے ترین درجہ پر سمجھے جاتے ہیں۔ غیر مسلم ان پر انگلی اٹھاتے ہیں کیونکہ ان کے عمل جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کے خلاف ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اخلاق کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔ مسلمان عمومی طور پر رسول کی محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں اور سنت پر عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ مسلمانوں کی اسی حالت کے پیش نظر جب یہ حالات ہونے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ لیکن اس طرف بھی یہ لوگ توجہ دینے سے انکاری ہیں اور انتہائی گندی اور غلیظ زبان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ بھی یہ بھگت رہے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ جیسا کہ میں نے کہا غیر مسلم ان پہ انگلی اٹھاتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہم احمدیوں کو اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی کوشش کریں۔ جو اسلام کی تعلیم ہے اور جس کا اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو ہم دیکھیں تو حیرت انگیز معیار نظر آتے ہیں۔ آپ کے گھریلو حالات کو دیکھیں تو کہیں آپ ایک بیوی پر دوسری بیوی کے چھوٹے قد کا مذاق اڑانے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ کہیں آپ بچوں کے اخلاق بلند کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں کہ لوگوں کے پھلوں کے درختوں پر پتھر مار کر ان کا کچا پکا پھل جو ہے وہ ضائع نہ کرو۔ پھر ایک بچے کو تیزی سے اپنے ہاتھ تھالی پر پھیرنے کی وجہ سے فرمایا کہ پہلے بسم اللہ پڑھو اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ پس بچوں کی تربیت بھی اس رنگ میں کرنی چاہئے تاکہ بڑے ہو کر اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں۔

پھر جھوٹ ایک گناہ ہے اور سچائی ایک نیکی ہے اس کو بچپن سے ہی بچوں کے دلوں میں قائم کرنے کے لئے آپ نے اس طرح نصیحت فرمائی کہ ایک صحابی اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور میں اپنے بچپن کی وجہ سے تھوڑی دیر بعد ہی آپ کی موجودگی میں ہی گھر سے باہر کھیلنے کے لئے جانے لگا تو میری ماں نے مجھے اس بابرکت ماحول سے دور جانے سے روکنے کے لئے کہا کہ ادھر آؤ ابھی یہیں رہو میں تمہیں ایک چیز دوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تم اسے کچھ دینا چاہتی ہو؟ میری ماں نے کہا کہ ہاں میں اسے ایک کھجور دوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اگر تمہارا یہ ارادہ نہ ہوتا اور تم صرف بچے کو بلانے کے لئے یہ کہتی تو تم پھر جھوٹ بولنے کا گناہ کرنے والی ہوتی۔ اب اس بچے کو بھی اس چھوٹی عمر میں سچائی کی اہمیت اور جھوٹ سے نفرت واضح ہو گئی اور بڑے ہونے تک یہ بات انہوں نے یاد رکھی اور بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ ایک شخص کو فرمایا کہ اگر تم ساری برائیاں نہیں چھوڑ سکتے تو جھوٹ بولنا چھوڑ دو کیا آجکل کے مسلمانوں کے معیار یہ ہیں کہ اس باریکی

سے جھوٹ سے بچیں اور سچائی کو قائم کریں۔ ہمیں اپنے بھی جائزے لینے چاہئیں کہ کیا ہمارے یہ معیار ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے کہ اللہ کا شرک کرنا والدین کی نافرمانی کرنا اور پھر راوی کہتے ہیں کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے یہ باتیں کر رہے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ غور سے سنو۔ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ آپ نے یہ بات کئی بار دہرائی اور کہتے چلے گئے راوی کہتے ہیں ہم نے خواہش کی کہ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب خاموش ہو جائیں۔ پھر ہم اس رنگ میں بھی آپ کے اخلاق کا مظاہرہ دیکھتے ہیں کہ ایک بدو مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اس کی طرف دوڑے روکنے کے لئے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور جہاں پیشاب کیا ہے وہاں پانی بہا دو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی آسانی کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ تنگی کے لئے۔ اس پر وہ بدو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا ذکر کیا کرتا تھا۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ تم برا کر رہے ہو یا اچھا کر رہے ہو تو پھر اپنے ہمسائے کی طرف دیکھو کہ وہ تمہارے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ پھر افسروں کو فرمایا کہ تمہارے اعلیٰ اخلاق کا تب پتا چلے گا جب تم اپنے آپ کو قوم کا خادم سمجھو گے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ عوام کی خدمت کرو گے۔ حضور انور نے فرمایا: کہاں نظر آتے ہیں یہ معیار ہمارے لیڈروں میں اور افسروں میں۔ پس ہمارے جو جماعتی عہدیدار ہیں ان کو بھی اس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ اخلاق کا کس طرح مظاہرہ کیا۔ آپ نے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا، جو جانی دشمن تھے جنہوں نے مسلسل تکلیفیں دی تھیں اور پھر یہی معافی جو ہے وہ بہت سوں کے اسلام لانے کا موجب بن گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ ترین اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

اللہ جل شانہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی تو ایک بزرگ خلق پر قائم ہے سو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت ہے، شجاعت ہے عدل ہے رحم، احسان، صدق اور حوصلہ وغیرہ تجھ میں جمع ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلیٰ اخلاق دکھانے کی مختلف حالتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: انسان کے اخلاق ہمیشہ دو رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں یا ابتلا کی حالت میں یا انعام کی حالت میں۔ اگر ایک ہی پہلو ہو اور دوسرا نہ ہو تو پھر اخلاق کا پتا نہیں مل سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مکمل کرنے تھے اس لئے کچھ حصہ آپ کا مکی ہے اور کچھ مدنی۔ مکہ کے دشمنوں کی بڑی بڑی ایذا رسانی پر صبر کا نمونہ دکھایا اور باوجود ان لوگوں کے کمال سختی سے پیش آنے کے پھر بھی آپ ان سے حلم اور بردباری سے پیش آتے رہے اور جو پیغام خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اس کی تبلیغ میں کوتاہی نہ کی۔ پھر مدینہ میں جب آپ کو عروج حاصل ہوا اور وہی دشمن گرفتار ہو کر پیش ہوئے تو ان میں سے اکثر کو معاف کر دیا۔ یہ اعلیٰ اخلاق ایسے تھے جنہوں نے لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا اور ایک اعجاز دکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں فرماتے ہیں کہ اگر تم اس سنت پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق اچھے کر لو اور ہر خلق کو موقع اور محل کے مطابق استعمال کرو تو تم بھی اعجاز دکھانے والے بن سکتے ہو۔ آپ فرماتے ہیں خوارق پر تو کسی نہ کسی رنگ میں لوگ عذرات پیش کر دیتے ہیں اور اس کو ٹالنا چاہتے ہیں لیکن اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا جیسے فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ فرمایا کہ یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قسم کے خوارق، قوت ثبوت میں، جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اول ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی۔ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیئہ کو چھوڑ کر خصائل حسنہ کو لیتا ہے اس کے لئے وہی کرامت ہے۔ مثلاً اگر بہت ہی سخت تند مزاج اور غصہ ور ان بد عادات کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے یا امساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بیشک یہ کرامت ہے اور ایسا ہی خودستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔

فرمایا کہ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایک ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دور تک پہنچتا ہے۔ مؤمن کو چاہئے کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جاوے۔ بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی۔ بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دین حق کو قبول کر لیا۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

فرمایا کہ اخلاق دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو آجکل کے نوتعلیم یافتہ پیش کرتے ہیں کہ ملاقات وغیرہ میں زبان سے چاپلوسی اور مداہنہ سے پیش آتے ہیں اور دلوں میں نفاق اور کینہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ اخلاق قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ دوسری قسم اخلاق کی یہ ہے کہ سچی ہمدردی کرے دل میں نفاق نہ ہو اور چاپلوسی اور مداہنہ وغیرہ سے کام نہ لے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى۔ تو یہ کامل طریق ہیں عدل کرو انصاف سے کام کرو جو حقیقت ہے اس کو بیان کرو۔ جہاں احسان کرنے کی ضرورت ہے وہاں احسان کرو۔ پھر اس سے آگے بڑھو تو اس طرح سلوک کرو جس طرح ایک ماں اپنے بچے سے کرتی ہے یا کوئی بہت قریبی رشتہ قریبی رشتے سے کرتا ہے۔ تو فرمایا کہ یہ کامل طریق ہے اور ہر ایک کامل طریق اور ہدایت خدا کے کلام میں موجود ہے جو اس سے روگردانی کرتے ہیں وہ اور جگہ ہدایت نہیں پا سکتے۔ اچھی تعلیم اپنی اثر اندازی کے لئے دل کی پاکیزگی چاہتی ہے جو لوگ اس سے دور ہیں اگر عمیق نظر سے ان کو دیکھو گے تو ان میں ضرور گند نظر آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے۔ جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے اسٹرکنیا بھی کام آتا ہے۔ اعصاب پر اثر ڈالتا ہے مگر انسان جو اخلاق فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا۔ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔

پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔ بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کے چڑ جاتے ہیں اور کچھ مولویت کی رگ ہو تو اس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانا شروع کر دیتے ہیں۔ فرمایا اور اس پر اپنی مولویت کا رعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سست بھی کہہ بیٹھتے ہیں۔ اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو خود گناہ کرتا ہے۔ اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا بلکہ حدیث شریف میں لو اتاك را كباً کے الفاظ آئے ہیں یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دے دینا چاہئے اور قرآن شریف میں وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ کا ارشاد ہے کہ سائل کو مت جھڑکو۔ پس یاد رکھو کہ سائل کو نہ جھڑکو اس سے ایک قسم کی بداخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلد ہی ناراض نہ ہو یہ شیطان کی خواہش ہے کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے اور بدی کا وارث بنائے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر ہمارے معاشرے میں عموماً والدین کے بارے میں یہ سوال ہوتا ہے کہ والدین اگر احمدی نہیں یا مخالفت کر رہے ہیں تو کس طرح ان کا قائم کرنا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی کو ان کے والد کے بارے میں نصیحت فرمائی کہ ان کے حق میں دعا کیا کرو ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو کیونکہ وہ مسلمان نہیں تھے اس لئے ان کو اپنا نمونہ دکھاؤ تا کہ وہ اسلام کی سچائی کے قائل ہو جائیں۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے۔ سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیز شخص ہوتا ہے۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دُنیاوی امور میں جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ دل و جان سے ان کی خدمت بجالاؤ۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اخلاق ہی ہیں جو انسان اور جانوروں میں فرق کرتے ہیں۔ چارپائے کیفیت اور کمیت میں فرق نہیں کر سکتے اور جو کچھ آگے آتا ہے اور جس قدر آگے آتا ہے کھاتا چلا جاتا ہے اور آخر قے کر دیتا ہے۔ یہاں ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کا یہی حال ہے لالچ ختم ہی نہیں ہوتی اور جائز اور ناجائز طریقے سے چاہے وہ کھانا ہو یا لوگوں کا مال ہو کھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جانور حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتا فرمایا کہ ایک بیل کبھی یہ تمیز نہیں کرتا کہ یہ ہمسائے کا کھیت ہے اس میں نہ جاؤں۔ فرمایا کہ یہ لوگ جو اخلاقی اصولوں کو توڑتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ گویا انسان نہیں۔ یتیموں کا مال کھانے میں کوئی تردد و تامل نہیں کرتے۔ جب ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں تو پھر ایسے انسانوں کا ٹھکانہ دوزخ بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ غرض یاد رکھو کہ دو پہلو ہیں ایک عظمت الٰہی کا جو اس کے خلاف ہے وہ بھی اخلاق کے خلاف ہے اور دوسرا شفقت علی خلق اللہ کا پس جو نوع انسان کے خلاف ہو وہ بھی اخلاق کے برخلاف ہے۔ حضور انور نے فرمایا: اگر اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتے، اس کی عظمت نہیں مانتے، اس کی عبادت نہیں کرتے، اس کی باتوں کو توجہ سے نہیں سنتے، اس کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے، تب بھی یہ اخلاق نہیں

اور اگر لوگوں کے حق ادا نہیں کرتے، ناجائز طریقے سے ان کے مال کھاتے، ہو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہو یا اور طریقے سے بد اخلاقی دکھاتے ہو تو یہ بھی اخلاق کے خلاف ہے۔ آپ فرماتے ہیں آہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ان باتوں پر جو انسان کی زندگی کا اصل مقصد و غرض ہے غور کرتے ہیں۔

پھر ایک برائی تکبر کی ہے جو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا دیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب یہ نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جنّ تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔ فرمایا کہ بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لئے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہئے۔ بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے دولتمند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں ان سب سے بچنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے ہمسائے کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ہمسائے پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔ جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔ پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔ ہم تجربے سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزار ہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسوہ رسول پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق کو ہر لحاظ سے اور ہر موقع پے اور ہر جگہ اور ہر صورت میں بہتر سے بہتر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہمارے اخلاق کے معیار اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں نہ کہ دنیا دکھاوے کے لئے۔ مخلوق کی سچی ہمدردی ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔ تقویٰ کے معیار بلند کرنے والے ہم ہوں ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو ہماری سوچ ہر وقت یہ رہے کہ ہمارا کوئی عمل اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کی بدنامی کا باعث نہ بنے بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ہم پھیلانے والے ہوں اور دنیا کو اس سے متاثر کرنے والے ہوں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم اپنے اخلاق کے معیاروں کو بڑھانے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھک کر دعا سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس کے حصول کے لئے مدد طلب کرنے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم شیخ عبدالمجید صاحب ابن شیخ عبدالحمید صاحب حلقہ ڈیفنس سوسائٹی کراچی کا ہے۔ 15 رفروری کو 88 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور انور نے مرحوم کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے اور جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 2rd - March - 2018

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB